نظرات

مسلمان پریشان ہیں، ان کے تعلیمی میدان میں آگے بڑھنے کے مواقع مسدود ہیں، ان کو سرکاری ملازمتوں میں مناسب نمائندگی سے محروم رکھا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی پبلک سیکٹر کے اداروں میں مسلمانوں کی نمائندگی ایک دو جگہ چھوڑ کر صفر کے برابر ہی ہے، پارلیمنٹ واسمبلیوں اور لوکل باڈیز میں ان کے لئے بس برائے نام ہی جگہ ہے۔

اسی طرح اور اس سے ملتی جلتی باتیں بہت زور وشور کے ساتھ ہم آپس میں کرتے رہتے ہیں، اور اردو پریس جسے تقریباً سب مسلمان ہی پڑھتے ہیں، میں یہ برابر لکھا جاتا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس صورتحال میں ہندوستانی مسلمان کس طرح باعزت طور پر زندگی بسر کرسکتے ہیں!

بیشک یہ بات تو صحیح ہے کہ ہندوستان میں مسلم اقلیت کے ساتھ قدم قدم پر امتیازی سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ سرکاری ملازمتوں میں ان کے ناانصافی عام ہے۔ جب سرکاری ملازمتوں میں ہی ان کے ساتھ انصاف نہیں کیا جاتا ہے۔ تو... پبلک سیکٹر کے اداروں میں ان کے لئے کسی قسم کی گنجائش نکلنے کا سوال ہی پیدا

نہیں ہوتا۔ یہ سب باتیں اپنی جگہ سولہ آنے درست ہیں مگر کبھی ہم نے اس بات کی زحمت بھی گوارا کی کہ آخر ناروا سلوک کی وجوہات کیا ہیں؟ حقیقت پسندی کے ساتھ اگر ہم غور کریں گے تو ہمیں اس حقیقت کا قائل ہونا پڑے گا کہ اپنی حالت ناگفتہ بہ کے لئے غیروں سے زیادہ خود ہم ہی اپنے آپ ذمہ دار ہیں، غیروں سے شکوہ کرنے کی بجائے اگر ہم خود اپنے آپ سے شکوہ کریں، تو یقیناً ہم اپنی حالت کو سنوارنے بنانے میں زیادہ معین ہوں گے، لیکن اس کے لئے قوی دل کی ضرورت ہے، کیونکہ بات کڑوی ہوگی اور کڑوی بات حلق سے بڑی مشکل ہی سے نیچے اترتی ہے، لیکن اپنی بہتری کے لئے کڑوی بات حلق سے نیچے اتارنی ہی ہوگی" برہان، ملت کی فلاح و بہتری اور روشن مستقبل کی خاطر قوم کی اس کمزوری پر قلم اٹھانے کی جرأت کرتا ہے۔

اس سچائی سے انکار محال ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں پر آزادی کے حصول کے بعد ظلم و ستم کے پہاڑ اس قدر توڑے گئے کہ ۱۹۴۷ء کے بعد مسلمان جنگل کے اس کمزور و ناتواں اور لاچار جانور کے مانند احساس کمتری کا شکار ہو گیا، جو جنگل کے دوسرے قوی ہیکل خونخوار کے لقمے بننے کے خوف میں مبتلا ہوتے ہوئے اس سے بچنے کے لئے ادھر ادھر ٹکریں مار مار کر اپنی زندگی تمام کرنے پر مجبور ہے، فلاح و بہتری کی فکر کی بات ایسے کوئی سوچ ہی کیا سکتا ہے ـــــ لیکن

ہم پھر بھی یہ کہیں گے کہ ہم نے اس کے باوجود ہمت سے کام لیتے ہوئے اس کے واقعی سد باب کے لئے غور و خوض سے کام نہ لیا۔ پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد ہمیں اس بات کا احساس ہونا چاہئے تھا کہ ہندوستان میں مسلمانوں کو مشکل دور سے گذرنا ہوگا، قدم قدم پر ان کو لعن طعن کا سامنا ہوگا، عقل و دانش کو بالائے طاق رکھتے ہوئے پاکستان کے قیام کا ذمہ دار انہیں ہی گردانا جائیگا۔ لہٰذا اس کے صلہ میں ہم پر جو مصائب ہوں گے وہ لرزہ خیز ہی ہوں گے، اس صورتحال

کے احساس کے بعد ہمیں اس کے مقابلے کے لئے اپنے کو تیار کرنا چاہئے تھا، اپنے میں اہلیت وصلاحیت اور استعداد پیدا کرنے کی تدابیر اختیار کرنی چاہئے تھیں، ہم کو ہماری اہمیت و ضرورت کا سکہ برادران وطن پر جم سکے، ہر شعبۂ حیات میں ہمیں خاموشی کے آگے بڑھکر اپنی معاشی و اقتصادی حالت کو درست کرنا چاہئے تھا۔ آج کے دور میں وہ ہی قومیں زندہ رہنے کا حق رکھتی ہیں جو اپنی صلاحیتوں و اہلیتوں اور قابلیتوں سے اپنی اہمیت و ضرورت اور افادیت کا دوسروں کو احساس دلائیں۔ اس کے برعکس ہم نے ان سب سے آنکھیں موڑتے ہوئے دوسری روش اپنائی، ہم نے تعلیم کے میدان میں آگے بڑھنے کی ضرورت کو اہمیت ہی نہ دی، اعلیٰ اخلاق و کردار کے دائرہ میں بھی ہمارا سکہ قائم نہ ہو سکا۔ عمل کی دنیا میں ہم بے عمل دکھائی دیئے، اور جذباتی نعروں ہی میں ہم نے اپنی فلاح و بہتری کا راستہ تلاش کیا، جو آگے چل کر ہمارے لئے نہ صرف مضر ہی ثابت ہوا بلکہ ہلاکت کے سامان پیدا کرنے کا بھی ذریعہ بنا۔ یہ زمانہ پریس کا ہے صبح اٹھتے ہی انسان کے سامنے اخبار ہوتا ہے۔ اور اخبار میں جو کچھ بھی ہوتا ہے جھوٹ یا سچ، وہ ہی انسان کے دماغ کی آبیاری کرتا ہے۔ ہندوستان میں مسلمان جس بھی حیثیت سے آباد ہیں وہ کیا کرتے ہیں: کیا کریں گے، ان کے اخلاق و کردار اور عملی زندگی بسر کرنے کا کیا حال ہے ان سب کی جانکاری حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ ہے تو صرف اور صرف اخبارات ہیں، مگر ہندوستانی مسلمانوں کا اپنا کوئی اخبار نہیں ہے سیکڑوں، ہزاروں اخبارات جو نکل رہے ہیں وہ ان کے بارے میں جو بھی کچھ لکھیں وہ ہی سب سچ ہے پتھر کی لکیر ہے، یہ دَور پروپیگنڈہ کا ہے جس کے پاس نشر و اشاعت کے ذرائع زیادہ ہوں گے وہ ہی زیادہ کامیاب ہوگا۔ ہندوستان میں ہم دس کی کل تعداد نو ہزار ہے، مگر ذرائع ابلاغ کے اداروں پر وہ امریکہ کی طرح

ہندوستان میں بھی ایک عرصے سے چھائے ہوئے ہیں کسی کو پتہ بھی نہیں چلتا ان کے جھوٹ کا۔

ہندوستان میں تقریباً ۹ سو سال تک مسلمانوں کی سلطنت و برتری قائم رہی اس دوران میں انہوں نے اس ملک اور یہاں کے رہنے والے باشندوں کے لئے ناقابل فراموش کارہائے نمایاں انجام دیئے مگر ان کی یہ سب خوبیاں ...کے بعد ہی ختم ہوگئیں، اور ذرائع ابلاغ نشر و اشاعت (تاریخ) کے ذریعہ ...ن کے بارے میں جھوٹ و من گھڑت قصے کی داستان ہی پائی گئی۔ ...سے آج ہندوستان کے باشندوں کے دل و دماغ میں ان کے نفرت و انتقام آگ نے بسیرا کر لیا، لیکن ہم نے کبھی اس تدبیر کو بروئے کار لانے کی طرف ...بہ نہیں کہ اس جھوٹ و من گھڑت قصوں کا سدباب کرکے برادران وطن کے دماغ میں اپنے لئے محبت و چاہت اور عقیدت کی جگہ پیدا کریں، یہ پروپیگنڈہ ...مال ہی تو ہے کہ انصاف پسند مسلم بادشاہ سے متعلق یہ فقرہ زبان زد عام ہوگیا، وہ سوا من جنیو اتار کر کھانا کھاتا تھا، جھوٹ صاف نظر آرہا ہے۔ اگر یہ صحیح ...تا تو ہندوستان میں اس مسلم بادشاہ کے دور حکومت جو تقریباً پچاس سال ...ہے میں کوئی بھی جنیو کا نام لیوا باقی نہ رہتا۔ اس کے دور میں جنیو والے ...کے ختم ہو چکے ہوتے، اور ہندوستان میں خالص مسلمان ہی باقی رہ جاتے ...ر نے ہنود کو جو پڑھایا وہ ہی ان پر حاکم رہا، اس کا توڑ کرنے کی طرف ...نے اپنا ذہن ہی مرکوز نہ کیا تو پھر جھوٹ ہی کا بول بالا ہونا قدرتی بات ہے۔ ...دستانی مسلمانوں کی بدنصیبی ہے کہ ان کے پاس جذبات ہیں، جوش ہے ہوش ...نہیں ہے۔ جبکہ دونوں ہی چیزیں لازم و ملزوم ہیں، اس لئے ہم ملت کے ...سامنے کچھ مشورے و گذارشات پیش کرنے کے لئے اپنے قلم کو حرکت دے رہے ہیں۔

ہندوستان میں با عزت و اپنے دینی و ملی تشخص کی برقراری کے ساتھ زندگی

ختم کرتی ہے تو سب سے پہلے ہمیں احساس کمتری کے طوق کو اپنے گلے سے اتار پھینک کر اپنی صلاحیت سے اپنی اہمیت باور کرانی ہوگی، تعلیمی میدان میں زیادہ سے زیادہ آگے بڑھنا چاہیئے یقیناً ہمیں اس راہ میں تعصب و تنگ نظری اور ایک ایسی قوم کے مزاج سے پالا پڑے گا جس کے یہاں اخلاق و انسانیت کے درس کا فقدان ہے، جس کی مذہبی کتابیں تک بقول جرمنی فلاسفر میکس ملر بچوں کی گڈے گڑیوں کی طرح فضول کہانیوں کی بہتات ہے، مگر ہمیں اس کی پرواہ کئے بغیر ایک دوسری چھوٹی سی اقلیت سکھوں کی طرح ہر میدان عمل میں پہنچنے کے مواقع ڈھونڈنے چاہئیں۔ خوشحال لوگ کمزور و ناداروں کی مدد کرنے میں آگے رہیں اور یہ سوچکر کہ خود ہماری آنے والی نسلوں کے لئے سود مند ہوگا، اُردو اخبارات مسلمان نکالتے ہیں اور انہیں اپنے قلم کے جوہر خوب دکھاتے ہیں، برادرانِ وطن کی ظلم و زیادتی کا انہیں جائز شکوہ بھی ہوتا ہے مگر اس کا حاصل کیا، خود ہی لکھا اور خود ہی پڑھا، اور پھر اپنے دل و دماغ میں غم پیدا کرلیا، یا پھر خود پر احساس کمتری کا غلبہ طاری کرلیا۔ اس سے زیادہ کچھ حاصل نہیں۔ انگریزی اخبار بڑے پیمانے پر نکالنے کی تدابیر اختیار کریں، تاکہ غلط فہمیوں کے بادل چھٹیں، مسلمانوں کے شاندار ماضی اور ان کے ہندوستان پر احسانات معلومات فراہم کریں، انگریزوں نے ہندوستان پر قابض ہونے کے بعد اہل وطن پر جو ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے اس کا تقاضا تھا کہ ہندوستان میں ان کے خلاف نفرت کا جذبہ شدید ہوتا، مگر صورت حال اس کے برعکس ہے، اور اس میں عیسائیت کا خاموشی کے ساتھ پروپیگنڈہ ہے جو ان کے چلے جانے کے بعد بھی جاری ہے۔

ہمیں سنجیدگی و متانت کے ساتھ ان سب باتوں پہ کچھ غور و خوض کرکے اپنے لئے اپنے روشن مستقبل کے لئے، آنے والی نسلوں کے لئے ٹھوس و مفید لائحہ عمل مرتب کرنا چاہیے، کیونکہ دین و مذہب کی خدمت و تبلیغ اپنی فلاح و بہتری اور عزت